رنگینی اور رعنائی سے بھرپور اسلوب عطا کیا۔ جمالیاتی عناصر سے آراستہ یہ اسلوب آزادی کی عظمت اور شہرت دوام کا ضامن ہے۔ نثری ادب میں قابل قدر پیش رفت کے باوجود اپنے نادر اسلوب کی بدولت یکتائی کا جو فخر انہیں حاصل تھا وہ آج بھی حاصل ہے

س =

(نثر نگاروں کا مختصر تعارف:)

شبلی نعمانی 1857 - 1914

شبلی اعظم گڑھ کے ایک خوش حال گھرانے میں پیدا ہوئے 1884 میں انھوں نے علی گڑھ کالج کے شعبۂ عربی فارسی میں ملازمت اختیار کرلی۔ یہاں انھوں نے سرسید اور کالج کے انگریز پرنسپل آرنلڈ کے زیر اثر نئے خیالات سے آگاہی حاصل کی۔ سرسید کی صحبت نے شبلی کے جوہر قابل کو اور بھی چمکا دیا۔ علی گڑھ میں کئی سال رہنے کے بعد شبلی نے کچھ ریاست حیدرآباد کے دارالترجمہ میں کام کیا۔ پھر انھوں نے لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے نام سے ایک اعلیٰ درس گاہ قائم کی۔ یہ درس گاہ بہت کامیاب ہوئی اور اب بھی اپنی پوری شان کے ساتھ باقی ہے۔ ندوے سے الگ ہوکر شبلی نے اپنے وطن اعظم گڑھ میں "دارالمصنفین" کی بنیاد ڈالی۔ یہ ایک علمی اور تحقیقی ادارہ ہے جو اب بھی موجود اور اپنے کام میں مصروف ہے۔

انیسویں صدی کے آخری پچیس برسوں میں اردو علم و ادب کے میدان میں کئی غیر معمولی لوگ نمایاں ہوئے۔ ان میں سے بعض مثلاً سرسید احمد، محمد حسین آزاد۔ الطاف حسین حالی اور نذیر احمد سے آپ واقف ہیں۔ شبلی ان سب سے بعد میں پیدا ہوئے اور انھوں نے ان سب سے کم عمر بھی پائی، لیکن کارناموں کی ہمہ گیری کے اعتبار سے شبلی غالباً ان سب سے بڑھ کر ہیں۔ اس پورے "گروہ" میں سرسید سب سے بڑے آدمی تھے۔ لیکن شبلی نے سرسید سے بھی زیادہ متنوع میدانوں میں اپنے نقوش چھوڑے۔ فارسی ادب فارسی شاعری۔ اور شاعری تنقید۔ تاریخ ادب فلسفہ تاریخ تعلیم مذہب سیاست کون سا شعبہ ایسا ہے جس میں شبلی نے قابل قدر بلکہ اپنے معاصروں اور پیش روؤں سے بہتر کام نہ کیے ہوں۔ جدید اردو ادب اور تنقید پر شبلی نے گہرا اثر ڈالا۔ اگر حالی نے ادب کے سماجی مقصد اور اس کی اہمیت پر زور دیا اور اردو والوں کو مغربی تصورات سے روشناس کرایا تو شبلی نے ادب کی خالص ادبی خوبیوں پر زیادہ زور دیا۔

Prof. N. Ansari
Ph No - 9939188789

مومن خاں مومن

حکیم مومن خاں مومن 1800ء بمطابق 1215ھ بمقام دہلی میں پیدا ہوئے یہ شاہ عالم
کا زمانہ تھا مومن کے دادا حکیم نامدار خاں اور والد حکیم غلام نبی خاں شاہی
طبیبوں میں تھے۔ لہذا خود مومن بھی حکمت کرتے تھے۔ اس لئے اچھی خاصی آمدنی
اور شہرت حاصل تھی اس لئے ہی انہیں فرصت بھی نہیں تھی کہ کسی رئیس کی ہجو
کرتے یا مدح سرائی کریں دوسرے یہ کہ ان کا مزاج خود اتنا غیور (غیرت مند) اور
خوددار تھا۔ آدمی چونکہ ذہین تھے۔ اس لئے علم طب کے ساتھ علم نجوم میں خاص دسترس
حاصل کر لی۔ مگر ان کا مزاج عاشقانہ اور شاعرانہ تھا۔ علاوہ دوسرے بہت سے
علوم اور فنون مثلاً منطق۔ ہیئت۔ نجوم ریاضی اور شطرنج میں بھی بہت مہارت
حاصل تھی۔ مومن اپنے زمانے کے ذہین ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ انہیں فارسی
زبان پر بھی پوری قدرت حاصل تھی اور ان کا فارسی کلام بھی بہت اعلیٰ درجے
کا ہے۔ مومن نے نسبتاً کم عمر میں اپنے مکان کے کوٹھے سے گر کر انتقال کیا کہا جاتا
ہے کہ انہوں نے زائچہ دیکھ کر اپنے مرنے کی پیشین گوئی کر دی تھی

مومن کی شاعری بہت خوبصورت مگر بہت
محدود الفاظ کی ہے۔ ان کی غیر معمولی ذہانت اور لیاقت ان کی غزل میں صرف اس طرح نظر
آتی ہے کہ ان کے اکثر اشعار بہت مشکل ہوتے ہیں کیونکہ وہ اشاروں اور ادھوری
باتوں سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ عاشق اور معشوق کے درمیان جو مختلف طرح کی
باتیں اور چھوٹے موٹے واقعات ہوتے ہیں۔ ان کا عاشقانہ بیان کو معاملہ بندی
کہتے ہیں۔ معاملہ بندی مومن کا خاص میدان ہے ان کا کمال یہ ہے کہ پیچیدہ
اور آسانی سے سمجھ میں نہ آنے والے طرز کے باوجود انہوں نے معاملہ بندی
کو بڑی خوبی سے ادا کیا۔ جو ان کی مقبولیت کی راہ میں رکاوٹ بنی وہ ان کا
مذہبی تعصب ہے۔ مگر ان باتوں کے ہوتے ہوئے بھی مومن ایک کامیاب
شاعر ہیں۔

وہ سب آج تک لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔ ذوق نے محمد حسین آزاد کی تعلیم و تربیت پر ایسی توجہ دی کہ ادب کی دنیا پر سورج بن کے چمکا اور استاد کا نام روشن کر دیا۔ ۱۹۱۰ء میں محمد حسین آزاد کا انتقال ہوا ؟

شاعروں کا مختصر تعارف

میر تقی میر 1722 — 1810

ان کا نام محمد تقی آگرہ میں ۱۷۲۲ پیدا ہوئے اردو ادب میں میر تقی میر سے مشہور ہوئے۔ ان کے والد صاحب ایک درویش صفت شخص تھے۔ میر کی تو عمر ہی اتنی کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ گھر میں کوئی دولت تھی نہیں۔ کچھ خاندانی جھگڑے بھی تھے اس لئے میر دلی آگئے اپنے سوتیلے ماموں اور مشہور شاعر کے بڑے رئیس اور فارسی اردو کے عالم اور شاعر تھے۔ ان کے یہاں رہنے سے میر کو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچا ہوگا دونوں کا نباہ دیر تک نہ ہو سکا۔ میر کو آرزو کا گھر بھی چھوڑنا پڑا وہ برسوں دہلی میں مارے مارے پھرتے رہے۔ کبھی کسی امیر و رئیس کی ملازمت کی تو کچھ دن آرام سے گزرے۔ لیکن اپنے مزاج کی آزادی اور خودداری کے باعث کہیں بھی جم کر نہ رہ سکے۔ جب انھوں نے دہلی میں رہنا مشکل جان کر لکھنؤ کی راہ لی۔ 1782 کے قریب لکھنؤ پہنچے۔ نواب آصف الدولہ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ میر کی باقی زندگی آرام سے گزری۔ [redacted] لکھنؤ میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

شروع زمانہ شاعری سے ہی ان کا کلام مشہور اور مقبول ہو چلا تھا۔ یہ مقبولیت آج بھی باقی ہے۔ اور اکثر لوگ میر کو اردو کا سب سے بڑا شاعر سمجھتے ہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ میر کی زندگی شاعری غم اور رنج سے بھری ہوئی ہے۔ یہ بات پوری طرح صحیح نہیں ہے۔ میر کی بڑائی اسی بات میں ہے کہ غمگینی اور رنجیدگی کے ساتھ ساتھ انھوں نے زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو بھی اپنی شاعری میں اتنی ہی خوبی سے جگہ دی ہے۔ جس خوبی سے وہ رنج و غم کی بات کرتے ہیں۔ میر کو ہنسنے کا بھی فن آتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اپنے آپ پر بھی ہنسنا جانتے ہیں۔ ان کی شاعری بظاہر سادہ ہے۔ لیکن اس کے اندر بہت گہرائی اور پیچیدگی بھی ہے۔ ان کے شعر دل کو چھوتے ہیں۔ لیکن اس کے اندر بہت گہرائی اور پیچیدگی بھی ہے۔ ان کے شعر دل کو چھوتے ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو دماغ کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ میر اپنی شاعری میں لفظوں کو نئے نئے ڈھنگ سے استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام پر زمانے میں ہر جگہ پسند کیا جاتا ہے۔ میر کی شاعری ہمیں زندگی اور انسان کے دل کی گہرائیوں کے بارے میں بہت کچھ بتاتی ہے وہ مرصع عاشقی سے کر ہمارے پہلے۔ وہ زندگی کے ہر رنگ میں اور بڑے ہیں۔

نئے زمانے کے کچھ خیالات سے بھی انھوں نے استفادہ کیا لیکن ان کی بنیادی بات یہ تھی کہ ادب کا اپنا ہی حسن ہوتا ہے۔ خود ان کی نثر اس قدر خوب صورت اور مرغوب ہے کہ ان کی تحریر پڑھ کر ادب کی خوب صورتی کا مطلب آپ ہی آپ واضح ہو جاتا ہے۔ شبلی کی علمی خدمات کے اعتراف میں حکومت سے شمس العلماء کا خطاب ملا ترکی کے سلطان نے انھیں تمغہ مجیدی کی عطایت فرمایا۔ ۱۹۱۴ء میں ان کی وفات ہو گئی۔

(۱۱) محمد حسین آزاد

اصل نام محمد حسین تھا اور آزاد تخلص کرتے تھے 1830ء میں دہلی میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام محمد باقر تھا۔ جنہوں نے اردو اخبار کے نام سے اردو اخبار کا پہلا اخبار نکالا تھا۔ 1857 کے ہنگامے میں انگریزوں نے آزاد کے باپ کو پھانسی چڑھا دیا۔ محمد حسین آزاد اپنا سارا سامان اور خاندان چھوڑ کر برسوں مارے مارے پھرے۔ آخر کار 1864 میں لاہور میں محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ یہاں انھیں بعض انگریز افسروں سے ملنے کا موقع ملا۔ جنہوں نے اردو زبان میں نئی طرح کی نظم اور نثر کی بنیاد ڈالنے میں بڑا حصہ لیا۔ مولانا حالی بھی ان کے شریک ہوئے۔ ایک نئی طرح کے مشاعرے کی بنیاد رکھی گئی۔ جس میں غزلوں کے مصرعہ طرح کے بجائے نظموں کے عنوان مقرر کیے جاتے تھے انگریزی کتابوں کی طرز پر کتابیں بھی لکھی جانے لگیں۔ ان میں آزاد کی نیرنگ خیال 1880 بہت اہم ہے۔ محمد حسین آزاد نے 1881 میں آب حیات نام کی کتاب لکھی۔ اس کتاب میں اردو زبان اور شاعری کی تاریخ مفصل طور پر اور نئے ڈھنگ سے بیان ہوئی ہے۔ اپنے طرز ادا واقعات کی دلچسپی اور مثالوں کی کثرت کی بنا پر یہ بہت مشہور اور مقبول ہوئی۔ آب حیات کی طرز پر انھوں نے فارسی زبان و ادب پر بھی ایک کتاب سخن دان پارس لکھی لیکن یہ آب حیات کے مقابلے میں اتنی کامیاب نہیں۔ آزاد کی دوسری کتابوں میں نصیحت کا کرن پھول جو بچوں اور عورتوں کے لئے لکھی گئی تھی۔ اور دربار اکبری قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ انھوں نے اردو اور فارسی کے چھوٹے درجوں میں پڑھائے جانے کے لئے نہایت عمدہ درسی کتابیں بھی لکھیں۔

محمد حسین آزاد پہلا شخص اردو کے بڑے نثر نگار ہیں ان کی تحریر بظاہر سادہ لیکن در اصل بہت سجائی اور بنائی ہوئی ہے۔ کردار اور واقعہ دونوں چند لفظوں میں بالکل زندہ کر کے آنکھوں کے سامنے پیش کر دینا محمد حسین آزاد کی نثر کا ادنیٰ کمال ہے۔ آب حیات میں جتنے قصے واقعات اور لطیفے درج ہیں اور مشاعروں کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں۔